محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب) Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in

سریہ حضرت ابو سلمہؓ، سریہ حضرت عبداللہ بن انیسؓ اور سریہ رجیع کی روشنی میں آنحضورﷺ کی سیرت کا ایمان افروز تذکرہ نیز اسیران راہ مولیٰ اور فلسطین کے مظلومین کے لیے دعا کی تحریک۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10 مئی 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ـ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ـ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ـ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ـ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ـ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ـ

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایّدہ اللہ نے فرمایا: آج آنحضرت ﷺ کے زمانے کے بعض سرایا کا ذکر کروں گا۔ اس ضمن میں پہلے قبیلہ بنو اسد کی شرارت اور سریہ ابو سلمہؓ کا ذکر ہو گا۔ سریہ اس کو کہتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ شریک نہیں ہوتے تھے لیکن آپؐ دوسروں کو مہم کیلئے بھیجا کرتے تھے۔ اِن میں بھی آپؐ کی سیرت کے بعض پہلوؤں، آپؐ کی حکمت، مسلمانوں کے دفاع کا طریقہ کار اور دشمن کیلئے ہمدردی کا اظہار اور آپؐ کے اُسوہ پر روشنی پڑتی ہے۔

سریہ ابو سلمہؓ محرم ۴ھ ہجری میں آپؐ کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت حمزہؓ کے رضاعی بھائی حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومیؓ کی قیادت میں ہوا جو غزوہ بدر اور اُحد میں بھی شامل تھے۔ اس سریہ کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ جنگ اُحد کے حالات و واقعات کی وجہ سے مدینے میں رہنے والے منافقین، یہود اور مدینے کے اِرد گِرد رہنے والے قبائل کے دلوں میں بھی یہ خیالات آنے لگے کہ مسلمانوں کو جلد ختم کرنے کی پلاننگ کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے قبیلہ بنو اسد بن خزیمہ نے مسلمانوں پر حملے کا پروگرام بنایا۔ اس قبیلے کے رئیس طلیحہ بن خویلد اور اس کے بھائی سلمہ نے لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک لشکر تیار کر لیا۔ بنو اسد کے ایک آدمی قیس بن حارث بن عمیر نے اپنی قوم کو مسلمانوں پر حملہ نہ کرنے کی نصیحت کی۔ آنحضرت ﷺ کو جب اس حملے کی اطلاع پہنچی تو آپؐ نے فیصلہ کیا کہ اُن کے حملے سے پہلے ہی خود مسلمان اپنے تحفظ کیلئے اُن کے علاقے پر چڑھائی کریں۔ چنانچہ آپؐ نے ۱۵۰/ صحابہ کرامؓ پر مشتمل لشکر ان قبائل کی سرکوبی کیلئے روانہ کر دیا۔

یہ لشکر اپنی مہم کو خفیہ رکھتے ہوئے چار دن کے سفر کے بعد قطن پہاڑ کے قریب بنو اسد بن خزیمہ کے چشمہ پر پہنچ گیا اور وہاں پہنچتے ہی حملہ کر کے ان کے مویشیوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے چرواہوں میں سے تین کو پکڑ لیا اور باقی بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان بھاگنے والوں نے بنو اسد کو حملے کی خبر دیتے ہوئے بہت مبالغہ سے کام لیا اور مسلمانوں کے لشکر کی تعداد بہت بڑھا چڑھا کر بیان کی جس سے بنو اسد خوفزدہ ہو گئے اور اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ حضرت ابو سلمہؓ نے اُن کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کو بھیجا لیکن مسلمانوں کا کسی سے بھی سامنا نہ ہوا۔ آپؓ نے تمام مال غنیمت سے آنحضرت ﷺ کیلئے خمس علیحدہ کیا اور بقیہ مال غنیمت صحابہ کرامؓ میں تقسیم کر دیا۔ حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ جب مدینہ واپس آئے تو غزوہ اُحد میں اُن کو لگنے والا زخم دوبارہ تازہ ہو گیا جس سے وہ بیمار پڑ گئے اور اسی سال ۳/ جمادی الآخر کو انتقال کر گئے۔

بنو اسد کے رئیس طلیحہ بن خویلد جس کا ذکر ہوا ہے بعد میں مسلمان ہو گیا لیکن پھر مرتد ہو گیا بلکہ نبوت کا جھوٹا مدعی بن کر فتنہ و فساد کا موجب بنا مگر شکست کھا کر عرب سے بھاگ گیا اور پھر کچھ عرصہ بعد تائب ہو کر اسلامی جنگوں میں حصہ لے کر اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور ۲۱/ ہجری میں ایک جنگ میں شہادت کا مقام پایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا انجام بخیر کرنا تھا تو اس کو توفیق ملی اور اسلام قبول کر لیا۔

پھر سریہ حضرت عبداللہ بن انیسؓ کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہؓ بیعت عقبہ ثانیہ، بدر، اُحد اور دیگر غزوات میں شامل ہوئے۔ انہوں نے شام میں ۵۴/ ہجری یا بعض روایات کے مطابق ۷۴/ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے محرم ۴/ ہجری میں اس مہم کی تفصیل میں لکھا ہے کہ قریش کی اشتعال انگیزی اور اُحد میں مسلمانوں کی وقتی ہزیمت اب نہایت سرعت کے ساتھ اپنے خطرناک نتائج ظاہر کر رہی تھی۔ چنانچہ انہی ایام میں جن میں بنو اسد نے مدینہ پر چھاپہ مارنے کی تیاری کی تھی۔ آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنولحیان کے لوگ اپنے سردار سفیان بن خالد کی انگیخت پر اپنے وطن عُرنہ میں جو مکہ سے قریب ایک مقام تھا ایک بہت بڑا لشکر جمع کر رہے ہیں اور ان کا ارادہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جو نہایت موقع شناس اور مختلف قبائل عرب کی حالت اور اُن کے رؤسا کی طاقت و اثر سے خوب واقف تھے اس خبر کے موصول ہوتے ہی سمجھ لیا کہ یہ ساری شرارت اور فتنہ انگیزی بنولحیان کے رئیس سفیان بن خالد کی ہے اور اگر اس کا وجود درمیان میں نہ رہے تو بنولحیان مدینہ پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ آپؐ یہ بھی جانتے تھے کہ سفیان کے بغیر اس قبیلے میں فی الحال کوئی ایسا صاحب اثر شخص نہیں ہے جو اس قسم کی تحریک کا لیڈر بن سکے۔ لہٰذا آپؐ نے فوجی دستہ بھیجنے سے غریب مسلمانوں کو تکلیف

میں مبتلا ہونے نیز ملک میں زیادہ کشت و خون کا دروازہ کھلنے کے امکان کے پیش نظر یہ تجویز فرمائی کہ کوئی ایک شخص چلا جائے اور موقع پا کر اس فتنے کے بانی مبانی اور اس شرارت کی جڑ سفیان بن خالد کو قتل کر دے۔ چنانچہ آپؐ نے اس غرض سے عبداللہ بن انیس انصاریؓ کو روانہ فرمایا۔ چنانچہ عبداللہ بن انیسؓ نہایت ہوشیاری کے ساتھ بنولحیان کے کیمپ میں پہنچے جو واقعی مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری میں بڑی سرگرمی سے مصروف تھے اور رات کے وقت موقع پا کر سفیان کا خاتمہ کر دیا۔ بنولحیان کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے عبداللہؓ کا تعاقب کیا مگر وہ چھپتے چھپاتے ہوئے بچ کر نکل آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب عبداللہ بن انیسؓ آئے تو آپؐ نے اُن کی شکل دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ کامیاب ہو کر آئے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے اُنہیں دیکھتے ہی فرمایا: اَفْلَحَ الْوَجْهُ چہرہ تو بامراد نظر آتا ہے۔ عبداللہؓ نے عرض کیا اور کیا خوب عرض کیا: اَفْلَحَ وَجْهُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ یارسول اللہؐ سب کامیابی آپؐ کی ہے۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کا عصا عبداللہؓ کو بطور انعام کے عطا فرمایا اور فرمایا یہ عصا تمہیں جنت میں ٹیک لگانے کا کام دے گا۔ عبداللہؓ نے یہ مبارک عصا نہایت محبت و اخلاص کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور مرتے ہوئے وصیت کی کہ اسے ان کے ساتھ دفن کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوشی سے جس کا اظہار آپؐ نے عبداللہؓ کی بامُراد واپسی پر فرمایا اور اس انعام سے جو انہیں غیر معمولی طور پر عطا فرمایا یہ پتا لگتا ہے کہ آپؐ سفیان بن خالد کی فتنہ انگیزی کو نہایت خطرناک خیال فرماتے تھے اور اُس کے قتل کو امن عامہ کیلئے ایک موجب رحمت سمجھتے تھے۔ آپؐ پر دشمن الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؐ نے امن برباد کیا اور انسانی جانوں کا خون کروایا۔ آپؐ کی انسانی جان کی قدر کا تو یہ حال ہے کہ دشمن قبیلے کے لوگوں کی جان بچانے کیلئے یہ ایک ترکیب نکالی کہ ایک جان کو قتل کرنا بہتر ہے تاکہ اُن کے باقی لوگ بچ جائیں۔ یہ انسانی ہمدردی کی معراج ہے۔ آج کل کی نام نہاد دنیا چند لوگوں کو قتل کرنے کے بہانے معصوم بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کا خون کر رہے ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ یہ تو جنگ میں ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو باقاعدہ جنگوں میں بھی یہ حکم فرماتے تھے کہ کسی بچے بوڑھے عورت اور مذہبی شخص کو جو براہ راست جنگ میں ملوث نہیں ہے قتل نہیں کرنا۔ پس یہ ہے اُسوہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی تعلیم۔

اس کے بعد حضور انور نے سریہ رجیع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی تفصیل لمبی ہے اس لیے آج کچھ حصہ پیش کروں گا۔ یہ سریہ صفر ۴/ ہجری کے شروع میں رجیع کی جانب پیش آیا۔ ہمارے ریسرچ سیل نے سریہ رجیع کے ضمن میں ایک نوٹ دیا ہے اور جو اس حوالے سے توجہ طلب ہے کہ بعض تاریخوں کا اس

میں فرق پڑتا ہے۔ اکثر سیرت نگار سریہ رجیع کی تاریخ صفر ۴ہجری لکھتے ہیں اور اس کی تفصیل اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو مکے میں فروخت کر دیا گیا لیکن حرمت والے مہینے شروع ہونے کی وجہ سے مکہ والوں نے انہیں قید میں رکھا اور جب حرمت والے مہینے ختم ہو گئے تو ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اگر یہ سریہ صفر ۴ہجری کا تسلیم کیا جائے تو پھر یہ کہنا کہ حرمت والے مہینے شروع ہو چکے تھے یہ خلاف عقل ہے۔ اس لیے زیادہ درست معلوم یہی ہوتا ہے کہ یہ سریہ ۳ہجری شوال کے آخری دنوں میں ہوا۔ چونکہ صفر ۴ہجری میں حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو شہید کیا گیا تھا اور جب ان کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچی تو روایات میں یہ تاریخ آہستہ آہستہ زیادہ غالب آ گئی۔ بہر حال اللہ بہتر جانتا ہے۔

اس سریہ کے بارے میں لکھا ہے کہ بنو لحیان کے سردار کے قتل کی وجہ سے یہ قبیلہ انتقام کی آگ میں بھڑک رہا تھا اور مسلمانوں سے بدلے کے طریق کا سوچ رہا تھا۔ چنانچہ ایک منصوبہ بندی کے ساتھ قبیلہ عضل اور قارة کے چند لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے قبیلے میں اسلام کی بڑی شہرت ہے لہٰذا آپؐ اپنے کچھ لوگ ہمارے ساتھ روانہ کر دیں جو کہ وہاں دعوت اسلام کا کام کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ آدمی بھیجے تھے۔ سیرت کی اکثر کتب میں ۱۰صحابہ کا ذکر ہے البتہ نام صرف ۷صحابہ کے ملتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے عاصم بن ثابتؓ کو یا مرثد بن ابی مرثدؓ کو امیر بنایا۔ پھر آگے جو واقعات ہیں انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: آج مَیں پھر یمن کے اسیران کے لیے خاص طور پر دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں، خاص طور پہ ان خاتون کے لیے جو وہاں کی صدر لجنہ بھی ہیں، اُن کو بڑی مشکل میں رکھا ہوا ہے، قید میں رکھا ہوا ہے، اور چند ایک اور بھی جو ان کی بات ماننے کو تیار نہیں ان کو بھی اسیر بنایا ہوا ہے۔ ان کے لیے خاص دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

پاکستان کے اسیران کی رہائی کیلئے بھی دعا کریں۔ فلسطین کے لوگوں کے لیے بھی دعا کرتے رہیں۔ حالات لگتا ہے کہ بہتر ہو رہے ہیں، پھر خراب ہو جاتے ہیں۔ اسرائیلی حکومت ڈھٹائی سے کام لے رہی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو ان کے ظلم سے جلدی نجات دلوائے اور مسلمانوں کو بھی اپنا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔